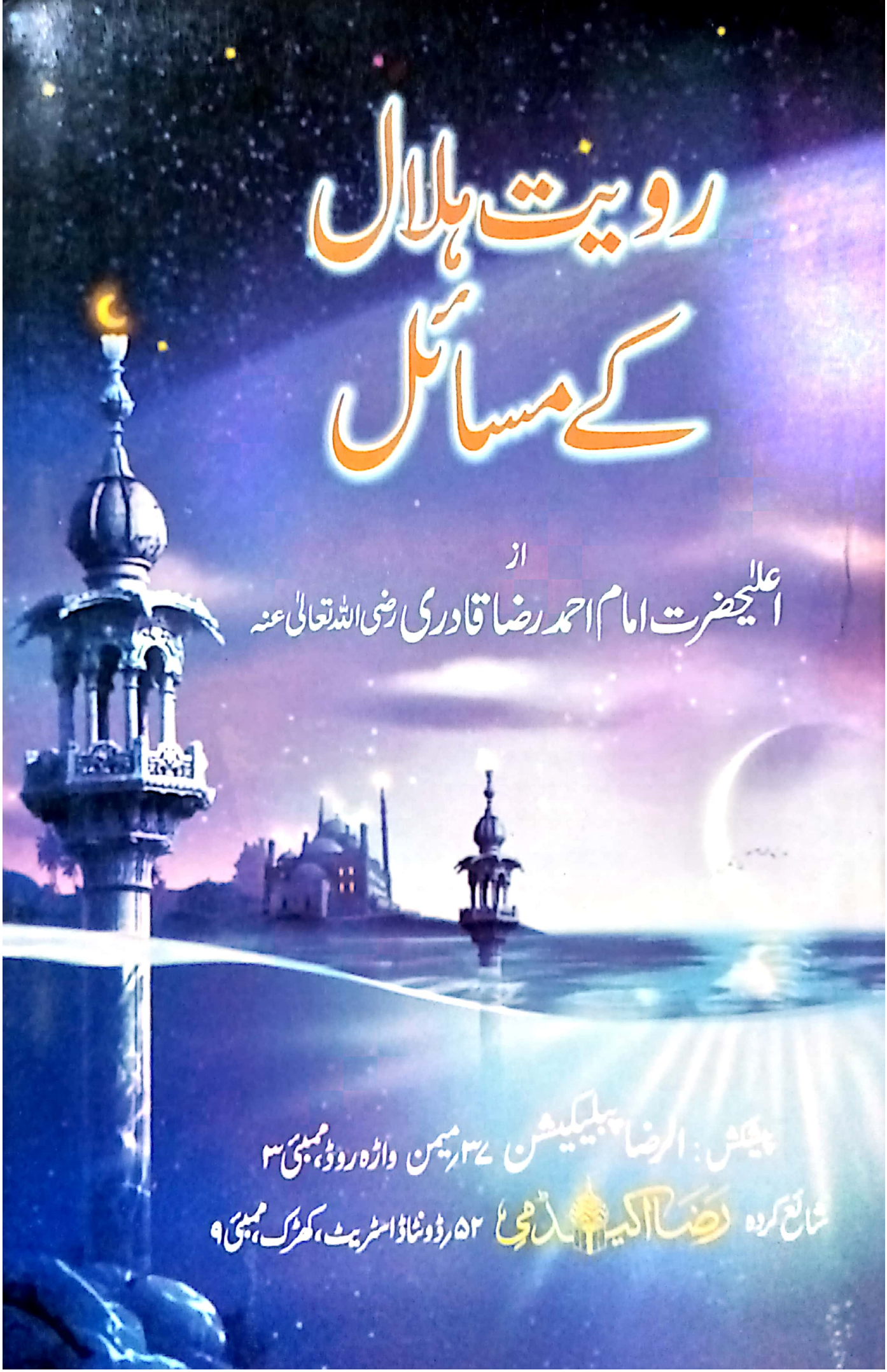

Scanned with OKEN Scanner

اَلْبُدُوْرُ الْاَجِلَّہ
فِیْ اُمُوْرِ الْاَہِلَّہ

(مع شرح)

نُوْرُ الْاَدِلَّہ لِلْبُدُوْرِ الْاَجِلَّہ

(مع حاشیہ)

رَفْعُ الْعِلَّہ عَنْ نُوْرِ الْاَدِلَّہ

تصنیف

اعلیحضرت امام اہلِ سنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرتبہ

ملک العلماء حضرت مولٰنا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری رضوی (مدظلہ العالی)

۲۱ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی

۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

فیکس: ۶۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۶۶۳۴۲۱۵۶-۰۲۲

سلسلہ اشاعت ۱۹۴

سنِ اشاعت ۱۴۱۸ھ

البدور الاجلہ فی امور الاہلہ

۱۳۰۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما



فصل اول:- رویت ہلال کے حکم اور اس کے متعلق مسائل و فوائد میں پندرہ ہلال پر مشتمل

ہلال ۱ ۲۹ شعبان کو غروب آفتاب کے بعد ہلال رمضان کی تلاش فرض کفایہ ہے۔

ہلال ۲ ۲۹ رمضان کو ہلال عید کی۔ ہلال ۳ ۲۹ ذیقعدہ کو ہلال ذی الحجہ کی تلاش بھی ضروری ہے

ہلال ۴ ۲۹ رجب کو ہلال شعبان ۲۹ شوال کو ہلال ذیقعدہ کی بھی تلاش کریں:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم **نور الادلہ للبدور الاجلہ** ۲۷۹ ۱۳۰۴ اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

(۱) ۱ فرض کفایہ۔ یعنی سب ترک کریں تو سب گنہگار اور بعض بقدر کفایت[1] کریں تو سب پر سے اتر جائے اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ شائد شعبان ۲۹ کا ہو جائے تو کل سے رمضان ہے اگر چاند کا خیال نہ کیا تو عجب نہیں کہ ہو جائے اور یہ بے خبر رہیں تو کل ۳۰ شعبان سمجھ کر ناحق رمضان کا روزہ جائے یجب کفایۃ التماس الہلال لیلۃ الثلاثین من شعبان لانہ قد یکون ناقصا مر (مراقی الفلاح) الظاہر منہ الافتراض لانہ یتوصل بہ الی الفرض الطحطاوی علیہا:-

لہم حاشیۃ العلامۃ الطحطاوی علیہا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم **رفع العلۃ عن نور الادلہ** ۲۸۰ اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

[1] قلت بقدر کفایت۔ فقیر نے یہ لفظ اس لیے زائد کر دیا کہ اگر التماس ہلال ایسے شخص نے کیا جس کا بیان عند الشرع مقبول نہ ہو تو اس کا التماس کرنا نہ کرنا یکساں ہوا۔ اور مقصود شرع کہ اس کے ایجاب سے تھا یعنی ثبوت ہلال وہ حاصل نہ ہوا۔ فتامل

ھلال نمبر۵ ہلال دیکھنے والے پر مطلقاً اور مستور پر رمضان میں اور فاسق پر جب سمجھے کہ حاکم میری گواہی مان لے گا واجب ہے کہ رمضان و عید الفطر میں اسی شب اور ذی الحجہ میں آٹھویں تک حاکم شرع کے پاس حاضر ہو کر رویت کی گواہی دے ھلال نمبر۶ یہاں تک کہ زن پردہ نشین نکلے اگرچہ شوہر اذن نہ دے اگرچہ کنیز اجازت مولیٰ نہ پائے۔ اگر سمجھیں کہ ثبوت رویت ہم پر موقوف ہے ورنہ یہ نکلنا ناجائز ہوگا

(۲) نمبر۲ اگر چاند ہو گیا اور نہ دیکھا تو نادانستہ عید کے دن روزہ حرام میں مبتلا ہوں گے لذا یجب التماس ھلال شوال

(۳) فی غروب التاسع والعشرین من رمضان طم نمبر۳ اقول یہ یوں ضروری ہوا کہ حج و نماز عید و قربانی و تکبیرات تشریق کے وقت جاننے اسی پر موقوف ہیں تو اس کی تلاش عام لوگوں پر واجب کفایہ ہونی چاہیے اور اہل موسم پر فرض کفایہ کہ وہاں بے خیالی میں چاند ۲۹ کا ہو گیا اور رکھا ۳۰ کا تو وقوف عرفہ کہ حج کا فرض اعظم و رکن اکبر ہے۔ اپنے وقت سے باہر یوم النحر میں واقع ہوگا اور عام لوگوں کو کسی خلل فرض میں خلل کا اندیشہ نہیں پر واجبات میں وقت آئے گی۔ مثلاً کسی ضرورت سے نماز عید کی تاخیر بارہویں تک چاہی تو جیسے بارہویں سمجھے ہیں وہ تیرہویں ہے اور ایام نماز کہ ایام نحر تھے گزر چکے۔ نماز بے وقت ہوئی۔ بہت لوگ بارہویں کو قربانی کرتے ہیں۔ ان کی قربانیاں بے محل ہوں گی۔ عرفہ کی صبح سے ہر نماز کے بعد تکبیر واجب ہو جاتی ہے۔ واقع میں جو عرفہ ہے یہ اسے آٹھویں جانکر تکبیریں نہ کہیں گے وکما ان ما یتوصل بہ الی الفرض فرض فکذا ما یتوصل بہ الی الواجب واجب فینبغی الافتراض علی اھل الموسم والوجوب علی غیرھم ھذا کلہ ما ذکرتہ تفقھا وارجو ان یکون صوابا ان شاء اللہ تعالیٰ نمبر۴ ہلال شعبان کی تلاش کا حکم خود حدیث میں ہے[۲] حکمت اس میں یہ ہے کہ جب رمضان کا چاند بوجہ ابر نظر نہیں آتا تو حکم ہے کہ شعبان کی گنتی تیس پوری کریں جب شعبان کا چاند تحقیق سے نہ معلوم ہوگا تو اس کی گنتی پر کیا یقین ہو سکے گا۔

صفائے مطلع کی حالت میں صرف ایک آدمی نے خیال کیا یا ہلال عیدین میں فقط عورتوں یا غلاموں نے تلاشی کی وعلی ہذا القیاس وانما زدتہ تفقھا فلیحذر نمبر۲ قلت خود حدیث میں ہے اخراج الترمذی فی الجامع والحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احصوا ھلال شعبان لرمضان

ھلال[۷] جہاں ریاست اسلامی نہیں ان بلاد میں جو عالم دین سنی المذہب سب سے زیادہ علم فقہ رکھتا ہو وہ بحکم شرع سردار مسلمانان ہے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنی دینی باتوں میں اسی کی طرف رجوع کریں اور اس کے فتووں پر عمل کریں۔ تو چاند دیکھنے والے پر بھی واجب ہے کہ اس شب اس کے حضور حاضر ہو کر اداے شہادت کرے

یوہیں ذی الحجہ کا چاند نظر نہ آئے تو ذیقعدہ کی گنتی تیس رکھیں گے اور وہی بات یہاں پیش آے گی کذا ینبغی ان یلتمسوا ہلال شعبان ایضاً فی حق اتمام العدد ع (فتاوی عالمگیریہ) عن سراج الوھاج قلت وزدت علیہ ھلال ذیقعدہ تفقھا تنبیہ لوگ تین قسم ہیں عادل[۱] مستور[۲] فاسق[۳]۔ عادل وہ جو مرتکب کبیرہ یا خفیف الحرکات نہ ہو اور مستور پوشیدہ حال جس کی کوئی بات مسقط شہادت معلوم نہیں اور فاسق جو ظاہر بد افعال ہے۔ عادل کی گواہی ہر جگہ مقبول ہے اور مستور کی ہلال رمضان میں اور فاسق کی کہیں نہیں۔ پر بعض روایات کے بعض الفاظ بظاہر اس طرف جاتے ہیں کہ رمضان میں فاسق کی شہادت بھی سن لیں۔ ممکن ہے کہ اس شہر کا حاکم شرع یہی خیال رکھتا ہو اگرچہ محققین نے اسے رد کر دیا تو جس فاسق کو معلوم ہو کہ یہاں کے حاکم کا یہ مسلک ہے اس پر بے شک گواہی دینی واجب ہوگی ورنہ نہیں اور رمضان میں جب عادل و مستور کا ایک حکم ہے تو اس وجوب میں بھی یکساں رہیں گے رہا عادل جب وہ دائم القبول ہے تو اس پر وجوب بھی مطلقاً ہے۔ یعنی رمضان ہو خواہ عید الفطر خواہ عید اضحی یلزم العدل ان یشھد عند الحاکم فی لیلہ رویتہ کیلا یصبحوا مفطرین امر وھی من فروض العین واما الفاسق ان علم ان الحاکم یمیل الی قول الطحاوی ویقبل قولہ یجب علیہ واما المستور ففیہ شبہۃ الروایتین (ش عن الحلوانی) اقول واذ قد تقرر قبول المستور کما سیاتی فارتفع النزاع وقد افاد بمفھومہ السؤال ان الفاسق لا یجب علیہ ان لم یعلم ذلک وھو الذی افادہ (د) عن البزازی نبہ علیہ (ش) پھر وجوب کا سبب یہ ہے کہ اگر دیکھنے والے نے اسی شب کو گواہی نہ دی تو ہلال رمضان میں صبح کو لوگ بے روزہ اٹھیں گے اور ہلال فطر میں روزہ دار اور یہ دونوں ناروا جس کا الزام گواہی

[۳] قلت وزدت علیہ ہلال ذی القعدہ تفقھا تفقھی ہذا والذی قبلہ فی ہلال ذی الحجۃ لیس ما یتفکر فان امثال ذلک تلتحق علی وجہ دلالۃ النص وھو مما یشترک فیہ الفقہاء والعوام کما نص علیہ العلامہ وغیرہ ۱۲ [۴] قلت مرتکب کبیرۃ نہ ھو اقوال ارتکاب کبیرہ میں اصرار صغیرہ بھی آگیا کہ صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے اما قول العلماء ھو ترک الکبائر والاصرار علی الصغائر فارادوا الایضاح لا التتمیم کما لا یخفی [۵] قلت خفیف الحرکات نہ ہو جیسے بازار میں کھانے پھرنا یا شارع عام پر چلتے راہ میں پیشاب کو بیٹھنا ۱۲

ھلال[۸] ۔ جہاں کوئی عالم بھی نہ ہو مجمع مسلمین مثل مسجد جامع وغیرہ میں گواہی دیں ھلال[۹] جو بلا عذر گواہی دینے میں تاخیر کرے گا پھر کہے گا میں نے دیکھا تھا اس کی گواہی مردود ہوگی

نہ دینے والے پر ہوگا فان تاخیر الحسبة عن وقت الحاجة اثم وقد قال تعالیٰ (ولا تکتموا الشهادة ومن یکتمها فانه اثم قلبه) اقول مگر ہلال ذی الحجہ میں آٹھویں تک کوئی حاجت ایسی نہیں جو بوجہ تاخیر خلل پذیر ہو۔ پس یوں معلوم ہونا چاہئے کہ فجر عرفہ سے لوگ تکبیر میں مشغول ہوں اور حجاج سامان وقوف کریں فان اخر الی هذا فلا یؤخر عن وقت الحاجة وانما کان الاثم به فلیکن التاخیر الی هنا جائزا هذا ما قلته فتفقها فلیحرر[۶] یجب علی الجاریة المحدة ان تخرج فی لیلتها (درمختار) ای لیلة الرویة ش (شامی) بلا اذن مولاها وتشهد کما فی الحاوی فظة وکذا یجب علی الحرة ان تخرج بلا اذن زوجها وکذا غیر المحدة والمزوجة بالاولی محله اذا تعینت للشهادة والا حرم علیها ظہر یہ حکم اس صورت میں ہے جب خاص انہیں لوگوں پر گواہی متعین ہو ورنہ پردہ نشین کو جانا یا عورت کو بے اذن شوہر یا غلام و کنیز کو بے اجازت مولیٰ نکلنا روا نہیں قال (الطحاوی) والظاهر ان محل ذلک عند توقف اثبات الرویة علیها والا فلا ش[۷] علامہ عبدالغنی بن اسمٰعیل نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں وفی العتابی اذا خلا الزمان عن سلطان ذی کفایة فالامور موکلة الی العلماء ویلزم الامة الرجوع الیهم اسی میں ہے ۔ المتبع اعلمهم فان استووا اقرع بینهم ۔ تنبیہ :۔ آجکل اسلامی ریاستوں میں بھی قضاۃ وحکام اکثر بے علم ہوتے ہیں تو عالم دین ان پر بھی مقدم اور وقت اختلاف قول عالم پر بھی عمل واجب حکایت :۔ امام الحرمین ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بادشاہ وقت کے یہاں ۲۹ کے ہلال پر گواہیں گزریں بحکم سلطان اعلان ہوا کہ کل عید ہے ۔ یہ خبر امام الحرمین کو پہنچی گواہیاں قابل قبول نہ تھیں ۔ امام کے حکم سے معاً دوسرا اعلان ہوا کہ بحکم امام ابو المعالی کل روزہ ہے صبح کو تمام شہر روزہ دار اٹھا ۔ حاسدوں نے یہ خبر جذب رنگ کر بادشاہ تک پہنچائی کہ اگر امام چاہیں تو سلطنت چھین لیں ملاحظہ ہو کہ انہیں کا حکم مانا گیا اور حکم سلطان کی کچھ پروا نہ ہوئی بادشاہ نے برافروختہ ہو کر چوبدار بھیجے کہ جیسے بیٹھے ہیں تشریف لائیں ۔ امام ایک جبہ پہنے تھے ویسے ہی دربار میں رونق افروز ہوئے اشتغال شاہی دوبالا ہوا کہ لباس درباری نہ تھا سوال کیا فرمایا الطاعت اولو الامر واجب ہے حکم تھا جیسے بیٹھے ہیں آئیں ۔ میں یوں ہی بیٹھا تھا چلا آیا [illegible] اعلان خلاف پر کیا باعث تھا ۔ فرمایا انتظام دنیا تمہارے [illegible] انتظام میں ہمارے

دلال ۱۰ - جب چاند پر نظر پڑے اور دیکھنے والوں کی گواہی کفایت نہ کرتی ہو فوراً جہاں تک بن پڑے

انتظام دین ہمارے تعلق۔ بادشاہ پر بہیبت حق طاری ہوئی۔ باعزاز تمام رخصت کیا اور بدگویوں کو سزا دی تنبیہ:۔
علم دین فقہ و حدیث ہے بمنطق و فلسفہ کے جاننے والے علما نہیں۔ یہ امور متعلق بہ فقہ ہیں۔ تو جو فقہ میں زیادہ ہو وہی
بڑا عالم دین ہے۔ اگرچہ دوسرا حدیث و تفسیر سے زیادہ اشتغال رکھتا ہو پھر بھی عالم دین نہ ہوگا۔ مگر سنی المذہب کہ فاسد العقیدہ
جہل مرکب میں گرفتار جو جہل بسیط سے ہزار درجہ بدتر خصوصاً غیر مقلدین کہ فقہ و فتوی میں ان پر اعتماد تو ایسا ہی جیسے
(۹) خچور کو پاسبان بنانا ۱۲ عذر کی صورت یہ ہے کہ مثلاً شہر میں نہ تھا دیہات میں دیکھا وہاں سے اب آیا ہے تو اس کی
گواہی سن لیں گے اور تاخیر سے وہی مراد کہ وقت حاجت کے بعد کچھ نہ اٹھا رکھے کہ ہلال رمضان و عید الفطر میں
پہلے ہی شب ہے شہد وا فی آخر رمضان بروایۃ ہلالہ قبل صومھم بیوم او ان کانوا فی المصاکوک لترکھم
(۹) بالحسبۃ وان جاءوا من خارج قبلت شھادتھم بالغیم بالحصائر ۱۳ وان لم یوجد حاکم یشھد فی المسجد الجامع
جامع الرموز قلت وانما تعتبر المسجد لکونہ محل الاجتماع وانما المقصود الاعلان فیحصل حیثما وجد الجمعتین
(۱۰) کما لا یخفی ۱۴ اقول اگر مطلع صاف نہیں دفعتاً ابر ہٹا اور اسے چاند نظر آیا تو اب یہ اس قابل نہیں کہ اس کی
گواہی قبول ہو خواہ فاسق ہو یا مستور یا اکیلا یا صرف عورتیں یا غلام ہیں اور ہلال ہلال عیدین تو ان لوگوں کا دیکھنا
کافی نہ ہوگا اور عجب نہیں کہ پھر ابر آجائے لہذا نہایت تعجیل کرکے ایسے معتمد مسلمانوں کو دکھا دے جن کی گواہی
کفایت کر جائیں قال اللہ تعالی تعاونوا علی البر والتقوی اس صورت میں تو بشرط قدرت معتمدین کو دکھانا
لازم ہونا چاہیے اور اگر ایسا نہیں بلکہ خود ان کی گواہی بس ہے تاہم اوروں کا دکھانا اچھا ہی ہے کہ کثرت
شہود بہر حال بہتر ہے عجب کیا کہ یہ اپنے نزدیک اپنی گواہی کافی سمجھیں اور حاکم شرع کو کسی وجہ سے اعتبار
نہ آئے تو اور شہود کی حاجت پڑے۔ ھذا ان کل ما ذکرہ فقھاء ارجو ان یکون حسنا ان شاء اللہ تعالی
(۱۱) ۱۱ اصطلاح یوں ٹھہری ہوئی ہے کہ جہاں اسلامی ریاست ہے بعد تحقیق ہلال توپ کے فیر ہوتے ہیں الا شہر و نہیں

۱۲ قولہ فی آخر رمضان اقول من راجع بالدلیل علم ان الاخر ... لیس یقینا بل لو شھد واحد عند بعد اصبح
الناس مفطرین افاد ابینا الھلال البارحۃ وکانوا فی المصر او اخبار ستعوا وجب شھادتھم لترکھم الحسبۃ
وقد علمت ذلک من نص العلماء ان الشھادۃ من فروض العین وانما تجب فی لیلۃ الرویۃ
حتی تخرج المخدرۃ والمتلوعۃ بدون اذن زوجھا ومولاھا ۱۲۔

ایسے مسلمانوں کو دکھادیں جن کی گواہی کافی ہو اور ویسے بھی دکھا دینا چاہیے کہ کثرت بہر حال بہتر ہے
اور شہروں میں بندوقیں یا ہوائیاں وغیرہ چھوڑتے ہیں اب اگر ثبوت شرعی ہو گیا اور حاکم شرع نے
حکم بھی دیا جب تو یہ فعل مستحسن ہے کہ ایک نیت صالحہ سے کیا جاتا ہے اور آتشبازی کا ناجائز ہونا جو
بوجہ اضاعت مال تھا یہاں جاری نہیں کہ بعد غرض محمود کے اضاعت کہاں ورنہ دو صورتیں ہیں
ایک یہ کہ اعلان ہلال کے سوا محض کسی وجہ سے یہ فعل کریں مثلاً دوست کے گھر بیٹا ہوا بندوقیں سر کریں
یا خالی بیٹھے مال ضائع کرنا چاہا ہوائیاں ناٹریاں۔ تو مرویاں چھوڑیں یہ ممنوع ہے کہ اس میں مسلمانوں کو
دھوکہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ جو جاہلوں نے اپنے جاہلانہ مسئلوں سے بے حکم حاکم و فتوائے عالم اپنے نزدیک
رویت کی خبر ٹھیک جان کر پٹاخابازی شروع کر دی یا اور بھی زیادہ ناجائز و حرام ہے۔ کہ منصب فیصلہ
شرع پر جرأت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتوا بغیر علم وضلوا واضلوا
وھنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجرأکم علی الفتیا اجرأکم علی النار ھذا کلہ ایضاً تفقہ
۱۲ وللہ اعلم احد ایخالف فیہ واللہ الھادی للصواب ۱۲ کہ افعال جاہلیت سے ہے تذکرۃ الاشتیاق
۱۳ الی الھلال عند رویتہ لانہ فعل اھل الجاھلیۃ قت (فتح القدیر) ۱۳ اقول حدیث میں
ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا رای الھلال صرف وجھہ عنہ حضور سید عالم صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے اپنا منہ اس کی طرف سے پھیر لیتے رواہ ابوداؤد عن قتادۃ مرسلاً
ولہ شواھد و سندہ ثقات شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ شر کی چیز سے انا دہ المناوی فی التیسیر
اقول یا یہ کہ کفار نے اس کی عبادت کی اور شرع میں دیکھ کر اللہ جل جلالہ سے دعا کرنی آئی تو
پسند نہ کہ منہ پھیر کر کی جائے تاکہ کفار سے مشابہت لازم نہ آئے۔ واللہ ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وسلم
۱۴ حدیث میں رویت ہلال کی بہت سی دعائیں آئیں بعض حصن حصین میں مذکور ہے۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ جہاں تک اس وقت میری نظر میں ہیں تمام ادعیہ حدیث کو مع اشارہ رموز مخرجین جمع کرتا ہے
وباللہ التوفیق (۱) اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللھم انی اسئلک من
خیر ھذا الشھر واعوذ بک من شر القدر ومن شر یوم المحشر (الدب) من عبادۃ بن الصامت ھلال خیر
ورشد امنت بالذی خلقک (د) عن نافع ہلال خیر اللھم انی اسئلک من خیر ھذا

ھلال[۱۱] جس شام احتمال ہلال ہو جبتک حکم حاکم شرعی یا فتوائے عالم دین نہ ہو ہرگز ہرگز کسی وجہ سے بند وقیں یا آوازۂ آتشبازی اپنے دنیوی کاموں کیلئے بھی سر نہ کریں ھلال[۱۲] ہلال دیکھکر اس کی طرف اشارہ نہ کریں ھلال[۱۳] دیکھکر منہ نہ پھیرلے ھلال[۱۴] یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ فلاں چاند تلوار پر دیکھے فلاں آئینے پر یہ سب جہالت وحماقت ہے بلکہ حدیث میں جو دعائیں فرمائیں پڑھنی کافی ہیں۔
ھلال[۱۵] چاند پر جب کبھی نظر پڑے اس کے شر سے پناہ مانگے۔

۱۵ ۱۵ ترمذی نسائی حاکم ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دیکھکر فرمایا یا عائشۃ استعیذی باللہ من شر ھذا فان ھذا ھو الغاسق اذا وقب۔ اے عائشہ اللہ کی پناہ مانگ اس کے شر سے کہ یہی ہے وہ اندھیری ڈالنے والا جب ڈوبے یا گہنائے یعنی قرآن عظیم میں جس غاسق کا ذکر فرمایا

۱۶ ومن شر غاسق اور اس کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم آیا اس سے یہی چاند مراد ہے ۱۶ اہل ہیات وہ لوگ جو آسمان کے حال اور ستاروں کے چال سے بحث کرتے ہیں وہ اپنے حساب سے بتاتے ہیں کہ فلاں دن رویت ہلال ہوگی فلاں مہینہ انتیس کا ہوگا۔ فلاں تیس کا۔ پھر انکی بات کہ ایک حساب سے ٹھیک بھی پڑتی ہے پر صحیح مذہب میں اس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ وہ ثقہ عادل ہوں۔ اگرچہ ان کی جماعت کثیر یک زبان ایک ہی بات پر اتفاق کرے مثلاً وہ ۲۹ شعبان کو کہیں آج فرد چاند ہوگا۔ کل یکم رمضان ہے شام کو ابر ہوگیا رویت کی خبر معتبر نہیں آئی ہم ہرگز رمضان نہ قرار دیں گے بلکہ وہی یوم الشک ٹھہریگا یا وہ کہیں آج رویت نہیں ہوسکتی کل یقیناً ۳۰ شعبان ہے پھر آج ہی رویت پر معتبر گواہی گزری فوراً قبول کرلیں گے اور کچھ خیال نہ کریں گے کہ بربنائے ہیئات تو آج رویت ناممکن تھی گواہ نے... دیکھنے میں غلطی کی یا غلط کہا دلیل اس مسئلے اور اکثر مسائل آیندہ کی جو قمر ۵ تک آئینگے۔ یہ ہے کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم

اللھم انی اسئلک من خیر ھذا الشھر وخیر القدر واعوذبک من شر ما (۳) طب) عن رافع بن خدیج باسناد حسن
اللھم اھلہ علینا بالیمن والایمان والسلامۃ والاسلام (قت ک حب) عن طلحۃ بن عبید اللہ باسناد حسن والتوفیق
لما تحب وترضی حب عن طلحۃ طب عن ابن عمر والسکینۃ والعافیۃ والرزق الحسن عن حدیر السلمی مرسلا ربی
وربک اللہ امی ت ک حب عن طلحۃ لب عن ابن عمر الحمد للہ الذی ذھب بشھر کذا وجاء بشھر کذا وعن قتادۃ
بلاغا عن عبد اللہ بن مطرف اسئلک من خیر ھذا الشھر ونورہ وبرکتہ وھداہ وطھورہ ومعافاتہ من
مثلہ اللھم ارزقنا خیرہ ونصرہ وبرکتہ وفتحہ ونورہ ونعوذبک من شر وشر ما بعدہ موصص عن علی موقوفا ۸

فصل دوم۔ ان امور میں جنکا دربارہ تحقیق ہلال کچھ اعتبار نہیں۔ بیس قمر پر مشتمل۔

قمر ① اہل ہیات کی بات کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ عادل ہوں اگرچہ کثیر ہوں نہ انھیں خود اس پر عمل جائز۔

قمر ② اخیر مہینے میں دو ایک رات ضرور بیٹھتا ہے[۱۷] پر شریعت میں اس پر مدار حکم نہیں قمر ③ انتیس[۱۸] رات کی صبح کو چاند نہیں نظر آتا شرع اسے بھی نہیں سنتی قمر ④ دن کو دوپہر[۱۹] سے پہلے چاند جب ہی نظر آتا ہے کہ شب گذشتہ ہلال ہو چکا ہو پر صحیح مذہب میں اس کا بھی لحاظ نہیں۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صوم و فطرہ کا حکم رویت پر معلق فرمایا صحیحین وغیرہما میں بطریق کثیرہ بہت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان اغمی علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین۔ چاند دیکھکر روزہ رکھو چاند دیکھکر ختم کرو اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس[۳۰] کی گنتی پوری کرو پس ہمیں اس پر عمل فرض ہے باقی رہا حساب اسے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یک لخت ساقط کر دیا صاف فرما دیا۔ انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب الشہر ھکذا وھکذا وھکذا والشہر ھکذا وھکذا وھکذا ہم امی امت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں دونوں ہاتھ کی انگلیاں تین بار اٹھا کر فرمایا مہینہ یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے تیسری دفعہ میں انگوٹھا بند فرمایا یعنی انتیس اور مہینہ یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے ہر بار سب انگلیاں کھلی رکھیں یعنی تیس رواہ الشیخان[۹] وابوداود ونسائی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ ہم بحمد اللہ والمنہ اپنے نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امی امت ہیں ہمیں کسی کے حساب کتاب سے کیا کام جب تک رویت ثابت نہ ہوگی نہ کسی کا حساب سنیں۔ نہ تحریر فرمائیں نہ قرائن دیکھیں نہ اندازہ جانیں لا عبرۃ بقول الموقتین ولو عدولا علی المذہب بل فی المعراج لا یعتبر قولہم بالاجماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسہ وفی النہر فلا یلزم بقول الموقتین انہا ای الہلال یکون فی السماء لیلۃ کذا وان کانوا عدولا فی الصحیح کما فی الایضاح الخ وفی القنیۃ عن ابن مقاتل انہ کان یسالہم ویعتمد علی قولہم اذا اتفق علیہ جماعۃ منہم ثم نقل عن شرح السرخسی انہ بعید وعن

[۸] اہل تنجیم میں قرار پایا ہے کہ جب تک چاند آٹھ درجے آفتاب سے دور نہیں ہوتا ہرگز نظر نہیں آتا صرح بہ الفاضل الرومی اور جب ۱۲ درجے جدا ہوتا ہے ضرور نظر آتا ہے نص علیہ علامۃ الشریف پھر وہ ۲۹ تاریخ وقت مغرب کی تقدیم یعنی اس وقت فلک البروج سے شمس و قمر کے موضع نکال کر فصل دیکھتے ہیں اگر آٹھ درجے سے کم پایا حکم لگا دیا کہ آج ہرگز رویت نہ ہوگی اور بارہا پارہ سے زائد دیکھا تو جزم کر دیا کہ ضرور ہوگی اور اس کے مابین معلوم ہوا تو رویت ہلال مشکوک رکھتے ہیں پھر منجمان ہند کی ادا کچھ اور نرالی ہے فقیر نے بارہا دیکھا کہ انتیس کی مغرب کو قمر ۱۲ درجے سے بہت زیادہ دور ہے

قمر ⑤ ہلال کے بڑے ہونیکا کچھ خیال نہ چاہیے قمر ⑥ نہ اوسکے اوپکے ہونے پر نظر قمر ⑦ نہ اسکے دیر تک ٹھہرنے پر
التفات قمر ⑧ آج کا ہلال شفق سے پہلے ڈوبتا ہے کل کا بعد یہ بھی معتبر نہیں ⑨ تیسری رات عشا سے
پہلے چاند نہیں ڈوبتا پر یہ بھی قابل لحاظ نہیں قمر ⑩ چودھویں کا چاند سورج ڈوبنے سے پہلے نکلتا ہے قمر ⑪
پندرھویں کا بیٹھکر یہ دونوں بھی نا معتبر ہیں قمر ⑫ غلط ہو کہ ہمیشہ جب کبھی چودھویں رمضان کی پہلی ہو قمر ⑬

النادر مجدد الائمہ انہ اتفق اصحاب ابی حنیفہ الا النادر عن الشافعی انہ لا اعتماد علی قولہم ش ملخصاً تنبیہ اس مسئلہ
کے یہ معنی ہیں کہ جو بات وہ بطور ہیات کہیں مقبول نہیں ورنہ اگر شہادت رویت ادا کریں تو مثل اور لوگوں کے ہیں جن شرائط سے
اوروں کی گواہی سنی جاتی ہے انکی بھی قبول ہوگی پھر ان کا قابل شہادت ہونا جبھی ہے کہ ہیات و نجوم کے خلاف شرع باتوں پر اعتقاد
نہ کرتے ہوں صرف صناعی طور پر آسمانوں کی گردشوں ستاروں کی چالوں طلوع و غروب رجوع و استقامت بطء و سرعت قرآن تسدیس تربیع
تثلیث مقابلہ اجتماع وغیرہ سے بحث کرتے ہیں ورنہ مثلاً امور غیب پر احکام لگانا سعد و نحس کے خرخشے اٹھانا زائچہ کے راہ پر چلنا چلانا اوتاد ابو
طابع رابع عاشر سابع پر نظر رکھنا زائرچہ کو جانچنا پرکھنا شرعاً محجور ہے اور اعتقاد کے ساتھ ہو تو قطعاً کفر والعیاذ باللہ رب العلمین اسی تعبیل سے
انکا کہنا کہ فلاں دن رؤیت واجب فلاں دن محال اگر وجوب و استحالہ عادی مراد لیتے ہیں تو حیز کہ سنت اللہ کیلیے تبدیل نہیں ورنہ حقیقی و عقلی کا
قصد معاذ اللہ کھلا ہوا کفر ہے اعاذنا اللہ بہ منہ العظیم آمین ۱۲ مہینہ انتیس کا ہوتا ہے تو ایک رات بیٹھتا ہے تیس کا تو دو راتیں پھر آج
صبح کو طلوع شمس سے پہلے چاند جانب مشرق نظر آیا تھا اور آج شام کے نسبت شہادت شرعی رد پر گذری بلاشبہ قبول کیجائیگی اور لحاظ ہوگا کہ آج
صبح تک تو چاند موجود تھا تین ڈوبے کیونکر ہلال ہوگیا اذا رأیتموہ فصوموا یوم التاسع والعشرین فصلوا قبل طلوع الشمس ثم رأوہ لیلۃ الثلثین بعد الغروب
وشہدت بینۃ شرعیۃ مذالک فان الحاکم یحکم بلیلتہ کما ھو نص الحدیث ولا یلتفت الی قول المنجمین انہ لا یمکن رؤیتہ صباحا فنحکم بصیامہ
فی یوم ولعل کیف وقد صرحت ائمۃ المذھب الاربعۃ بان العبرۃ لا عبرۃ بقول المنجمین ش ملخصا ۱۲ یدعوی علی

یہی جنکا قول ہے کبھی غیر یہاں کہا ہے کہ ہلال یا اشکوا عدد وضع کرینگے خود بھی ان یہ نہیں تصریح کرتے ہیں کہ وال قمر کا آج تک
انتفاء ہوا پھر ایسے شاک و شاک فی انہ شاک کی بات کا کیا اعتبار سبحٰنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم
اقول وبحمد اللہ تعالیٰ اعتمدہ الامام السبکی من الشافعیۃ وصوبہ الزرکشی منہم وصرح بہ بعض شامی جواز الاعتماد
علی قولہم بما مر علی ان الحق ما قلنا من الحساب ایضا لیس من القطع فی شیء بما علمت واحتمال الغلط
لیس بقادح لمن احتمالہ فی خبر العدل والشارع فی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد العق الحساب ونزل الشہادۃ بمنزلۃ الیقین
بالجملۃ فالمذھب عدم جواز الاعتماد علیہم اصلا ۱۲ قد رواہ البخاری فی کتاب الصوم وعقد لہ باب قول النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لا نکتب ولا نحسب تفضل الفاضل المرحوم عبد الحی اللکنوی وفق القول المشہور عزوہ علی سلم
تقریرہ ۱۲ القول الاولی تأیدا لاستشاء بعد الشافعی لان من اصحابہ ایضا من اعتمدہ علیہم کما سمعت ۱۲
ش چاند صبح دونوں کی اپنی چال مغرب سے شرق کو ہے اور حرکت اوسکے سبب طلوع و غروب روزانہ ہوتا ہے مشرق سے مغرب کو تو
چاند صبح کے وقت جب ہی نظر آئیگا کہ مغرب ہٹا ہوا ہو کہ اگر جانب مشرق بڑھا ہوا تو آفتاب سے پہلے طلوع کریگا

رمضان کی پہلی ذی الحجہ کی دسویں ہونا ضرور نہیں تھر (۱۴) اکثری سہی کہ اگلے رمضان کی پانچویں اس رمضان کی

دعوی اول سے اخص ہے وہاں رویت ایک رات بیٹھنا قطعاً لازم کہ ۲۹ کو ڈوبے یا ۳۰ کو یہاں خاص دعوی ہے کہ ۲۹ کو ضرور ڈوبتا ہے شرع میں اس پر بھی لحاظ نہیں مثلاً ۲۹ شعبان روز یکشنبہ کو شام کے وقت ابر تھا گواہان شرعی نے رویت بیان کی صبح کو رمضان ٹھہرا اب جو گنتی ہوتی آئی تو ۲۹ رمضان روز دوشنبہ کو طلوع شمس سے پیشتر چاند موجود تھا اس پر کوئی خیال کرے کہ دوشنبہ کی پہلی ہوتی تو آج ۲۹ کو چاند صبح کے وقت کیونکر نظر آتا ضرور ہے کہ گواہوں نے غلطی کی شعبان ۳۰ کا ہوا آج رمضان ہوا تو اسی حساب پر رمضان کے ۳۰ پورے ہونگے یہ خیال محض غلط ہوگا بلکہ وہی دوشنبہ کی ۲۹ ٹھہریگی اور اسی بنا احکام آئینگی والعلم عند اللہ ذالک مع السند قد الفوز فیلتدمنا

(۱۲۹) ۱۹ یعنی مثلاً پنجشنبہ ۲۹ شعبان یا ۲۹ رمضان کو ابر تھا رویت نہوئی جمعہ کے دن دوپہر سے پہلے چاند نظر آیا تو اگرچہ قیاس یہی چاہتا کہ شب جمعہ میں ہلال ہوگیا ورنہ دوپہر سے پہلے نظر نہ آتا تو آج پہلی ہونی چاہیے مگر صحیح مذہب میں اس کا کچھ لحاظ نہ ہوگا اور آج تیس ہی ٹھہرگی رویتہ بالنہار بلیلۃ الاتیۃ مرسلا قالمذھب ذکرہ الحلوانی ای سواء رؤی قبل الزوال او بعدہ علی المذھب الذی ھو قول ابی حنیفۃ ومحمد (ش) لموجب الحدیث ای قولہ علیہ الصلوۃ والسلام ھو لرویتہ وافطروا لرویتہ فوجب سبق الرویۃ علی الصوم والفطر والمفھوم والمتبادر منہ الرویۃ عند آخر کل شھر عند الضحاۃ والتابعین ومن بعدھم بخلاف ما قبل الزوال من الثلثین والمختار قولھما نت (فتح القدیر) وکذا صرح باختیارہ فی ع وخز (خزانۃ المفتین) وص (خلاصہ) وق (قاضیخان) وص وبز (بزازیہ) وجو (جواھر الاخلاطی) وجم (مجمع الانھار) وب (بحر الرائق) والاختیار وجامع المضمرات والخیابۃ والخیاثیۃ والتتارخانیہ والتجنیس وغیرھا ۱۲ منہ بہت لوگ چاند کو بڑا دیکھکر کہنے لگتے ہیں کہ کل کا ہے یا آج ۲۹ نہ تھی ۳۰ تھی کہ ۲۹ کا چاند اتنا بڑا نہیں ہوتا

صبح کے وقت چاند آفتاب سے [illegible] زمین اترا ہوگا نظر کیونکر آئے اور جب چھپے ہو تو افق شرقی پر سورج سے پہلے چمک آئیگا آفتاب ہنوز زیر زمین ہوگا تو [illegible] بشرطیکہ آٹھ درجے سے کم نہو ورنہ اتنے قرب میں سورج کی شعاعیں اسے چھپا لینگی نظر کام نہ کرسکیگی اسی طرح شام کو مغرب میں جب ہی نظر آتا ہے کہ سورج کے آگے ہو یعنی جانب شرق [illegible] جانب مغرب ہٹا ہوگا تو سورج سے پہلے ڈوب جائیگا اور جب آگے ہے تو افق غربی پر بعد غروب آفتاب باقی رہیگا تو نظر آتا [illegible] درجے سے کم نہ ہو جب یہ بات سمجھ لی تو اگر آج صبح کو بھی نظر آئے پھر شام کو ہلال بھی ہو تو لازم ہے کہ صبح آٹھ درجے چھپے تھا شام کو لااقل آٹھ درجے آگے ہو گیا چار پہر میں سولہ درجے طے کرگیا حالانکہ دیکھی آٹھ پہر کال میں بھی اتنا نہیں چلتا اس دو سیاروں کے اجتماع رویت سہل و شام کو کوئی کہتا ہے مغرب شمس شرعی ہو تو انکا کیا یارا ان اللہ علی کل شئی قدیر ۱۲ دوپہر سے پہلے کی قید اس لگائی کہ اگر بعد زوال نظر آیا تو عامہ [illegible] کے نزدیک

پہلی ہوتی ہے یہ شرع میں اس پر بھی اعتماد نہیں تھرتا برابر چار مہینے سے زیادہ ۲۹ کے نہیں ہوتے پر اس پر بھی مدار نہیں

یہ ان کی خام خیالی ہے شرعی معاملے تو اوپر بیان ہو چکے کہ وہاں قیاسی باتوں کا دخل نہیں اور بطور علم ہیات ہی چلیے تو انشاء اللہ فقیر ثابت کر سکتا ہے کہ ۲۹ کا چاند بعض ۳۰ کے چاندوں سے بڑا ہونا ممکن۔ اقول اور سب سے بڑھکر دافع وہام یہ ہے کہ طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من اقتراب الساعۃ انتفاخ الاھلۃ قرب قیامت کا ایک اثر یہ ہے کہ ہلال بڑے نظر آئینگے اور معجم اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا من اقتراب الساعۃ ان یری الھلال قبلا فیقال ھو لیلتین الحدیث قرب قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ ہلال سامنے ہی نظر پڑیگا دیکھنے والا کہیگا کل رات کا ہے صحیح مسلم شریف میں ابو البختری سے مروی ہے کہ ہم عمرے کو نکلے بطن نخلہ میں ہلال دیکھا کسی نے کہا تین رات کا ہے کسی نے کہا دو رات کا ہے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حال عرض کیا فرمایا تم نے کس رات دیکھا ہم نے کہا فلاں رات کہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالی مدہ للرؤیۃ فھو لیلۃ رآیتموہ اللہ تعالی نے اسے رویت پر موقوف فرمایا ہے تو جس رات تم نے

(۲۱) دیکھا اسی رات کا ہے۔ ۲۱ بہت لوگ چاند اونچا دیکھکر بھی ایسی ہی اٹکلیں دوڑا دیتے ہیں بعض کہتے ہیں ۲۹ کا ہوتا تو اتنا نہ ٹھہرتا یہ سب بھی ویسے ہی لوہام ہیں جن پر شرع میں التفات نہیں خصوصاً یہ باتیں تو ازروئے ہیات بھی کلیہ نہیں ہو سکتیں انشاء اللہ

(۲۲) تعالی ثابت کر سکتا ہوں کہ کبھی ۲۹ کا تیس کے بعض ہلالوں سے اونچا اور دیرپا ہونا متصور ہے ۲۲ شفق سے مراد شفق احمر ہے یعنی وہ سرخی جو غروب آفتاب کے بعد جانب مغرب رہتی ہے عادت یوں ہے کہ جو ہلال اسی شب ہوا وہ اس سرخی کے غائب ہونے سے پہلے ڈوب جاتا ہے اور جو کل ظاہر ہوا تھا اس کے بعد غروب کرتا ہے پھر یہ بھی تجربہ کی بات ہے صحیح مذہب میں اس پر اعتماد نہیں فی مختارات النوازل قیل ان غاب بعد الشفق فھو للماضیۃ وان غاب قبل الشفق فھو للمستقبلۃ وقیل اذکرہ مضعفا مقابلا لمذھب الصحیح

(۲۳) المختار الخ کونہ مستقبلۃ مطلقا فی کل وقت وفی دبز وغیرہ مما من اسفار کثیرۃ ۲۳ عادت اکثری یوں ہے کہ تیسری شب کا چاند غروب نہیں کرتا جب تک عشا کا وقت نہ آجائے حدیث شریف میں نماز عشا کی نسبت ہے، کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیھا لسقوط القمر لثالثۃ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز اس وقت پڑھا کرتے جس وقت تیسری رات کا چاند

رواہ ابو داؤد وعن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہما پر معاملہ ہلال میں شرعاً اس پر بھی التفات نہیں مثلاً گواہی گذری

گر شہر ان کا نہ ٹھہریگا کہ تیس کا چاند بھی اکثروں سے نظر آتا ہے مگر دو پہر ڈھلے کے بعد ممکن فی عامۃ الکتب کالبدائع والایضاح والمنظومۃ والخانیۃ وطہیریۃ والبزازیۃ والعنایۃ والنہایۃ وغیرۃ۔ النہار خانیۃ وجامع الرموز وجواھر الاخلاطی والاختیار والبحر والتبیین والملتقی والغنیۃ ومجمع البحرین وشرحہ لابن ملک الخ شرح، لکنز ملا مسکین وغیرھا وقع فی مجمع الانہر فتحہ تبعا لما فی الفتح من التحفۃ انہ عند ابی یوسف اذا رؤی قبل الزوال او بعدہ الی وقت العصر فللماضیۃ وبعدہ للمستقبلۃ ۱۲ شامی جعل وقت الصوم ممتدا الی زمان رویۃ الھلال ۱۲ منہ وفی ھندیۃ فی القول المنثور للفاضل الکرمونی لو رؤیۃ تاریخہ وھو تحریف ۱۲ منہ اونچا ہونا اور دیر تک رہنا غالباً زیادت فضل سے ہوتا ہے اور یہ ہم اوپر واضح کر چکے کہ کبھی ۲۹ کا چاند بہ نسبت ۳۰ والے کے سورج سے دور تر ہوتا ہے

قمر (۱۶) ان اسوبیں خط کا اعتبار جسطرح عوام میں رائج محض مردود ہے اگر مہر شدہ ہو اور کاتب ثقہ اور خط معروف

گواہی گذری کہ آج چاند ہوا کل جمعہ کی یکم رمضان ہے اب شنبہ کے بعد جو سب یکشنبہ آئی کہ اس شہادت کے رو سے تیسری شب تھی آں میں دیکھا تو چاند مغرب ہی کے وقت عشاء کا وقت آنے سے پہلے ڈوب گیا جس کے سبب گمان ہوتا ہے کہ آج شب دوشنبہ ہے اس کا کچھ خیال نہ کرینگے اور تیسری ہی رات قرار دینگے فتنبہ اقول وباللہ التوفیق بیشک اس شہادت پر عمل میں معاذ اللہ حدیث کی کچھ مخالفت نہیں بلکہ عین حکم حدیث پر چلنا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وقت عشاء دیکھکر نماز شروع فرماوے اس اکثری امر کے سبب غالبا اسوقت سے موافق پڑتی یا یوں ہی کہ زمانہ اقدس میں ہمیشہ ہی مطابق آئی اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ حضور نے ایک وقت بھی اس غروب قمر پر وقت نماز کی بنا رکھی ہو نہ کہ اسے ابدی غیر ممکن التخلف جانتے نہ کہ اس کے سبب امر موہوم میں شہادت شرعیہ جسے شرع نے مثل رویت عین قرار دیا رد کی جائے۔ سئل فیما اذا غاب الھلال اللیلۃ الثالثۃ قبل دخول وقت العشاء ھل یعمل بالشھادۃ امر لا اجاب المعول بہ ما اشتھرت البینۃ کان الشھادۃ نزلھا الشارع منزلۃ الیقین ولیس فی العمل بالبینۃ مخالفۃ لصلاتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نص علی فتاوی العلامۃ الشرنبلالی الکبیر الشافعی ملخصا وھذا واضح جدا واللہ الحمد ۱۲ منہ ۲۴ حاکم شرع یا عالم دین نے شہادت شرعیہ لیکر شعبان کا مہینہ ۲۹ کا ٹھہرایا اور کل بروز جمعہ رمضان کا حکم دیا اب اس حساب سے سب جمعہ ۵ کو چاند غروب سے پہلے نکلا تو بہت جاہل اعتراض کرینگے کہ وہ حکم غلط تھا بلکہ ۳۰ کا چاند ہوا اور ہفتے کی پہلی جب تو آج چاند بیٹھکر نہ چمکا یا حاکم و عالم نے گواہی ناکافی سمجھکر شعبان کی گنتی ۳۰ پورے کی شنبہ سے یکم رمضان رکھی شب جمعہ میں چاند بیٹھکر نکلا جاہل کہینگے کیوں صاحب ہفتہ کی پہلی سے تو آج شب بدر ہوتی ہے یہ چاند بیٹھکر کیونکر نکلا ضرور جمعہ کی پہلی تھی اور آج پندرہویں یہ اور اس قسم کے سب خیالات محض مہمل و بیہودہ ہیں جن پر اصلا مدار احکام نہیں نہ حاکم و عالم پر شرع یہ لازم فرمائے کہ عند اللہ جو بات نفس الامر میں ہے اس پر مطلع ہو جائیں کہ یہ تکلیف مالا یطاق ہے بلکہ شرع ان پر یہی فرض کرتی ہے کہ دلیل شرعی سے جو ثابت ہو اس پر عمل کرو عام ازیں کہ عند اللہ کچھ ہو خود حضور اقدس عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں انکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض فاقضی لہ علی نحو مما اسمع فمن قضیت لہ من حق اخیہ شیئا فلا یاخذ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار تم میرے حضور اپنے مقدمات پیش کرتے ہو اور شاید تم میں ایک دوسرے سے زیادہ اپنی حجت بیان کرنے میں تیز زبان ہو تو میں جو سنوں اس پر حکم فرما دوں بس جسکے لیئے میں اسکے بھائی کے حق میں کچھ حکم کردوں وہ اسے نہ لے کہ یہ تو ایک آگ کا ٹکڑا ہے جو اسکے لیے قطع کرتا ہوں رواہ الائمۃ الستۃ عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ تعالی عنہا علاوہ بریں چاند کا چودھویں کو غروب شمس سے پہلے نکلنا اگرچہ اکثری ہے اور اسی سے بدر کہتے ہیں مگر بمنافیات بھی اس کا خلاف ممکن کما لا یخفی علی من لہ علم واللہ تعالی اعلم ص ۲۵ عوام میں بہت مشہور ہے کہ سال میں جس دن رمضان کی چوتھی اسی دن رمضان کی پہلی پڑیگی یہ بات محض بے اصل ہے اس کا شرعی نہ ہونا تو خود ظاہر تجربہ بھی خلاف شاہد بعض وقعہ رجب کی تیسری

(۲۴)

۲۵

غالب تو ثانی اور غالبی ہوگا اور اتنا ہی دیر میں ڈوبے گا۔ علاوہ ازیں دقائق نیات پر نظر لیجیے تو ناوجود التوای فعل ایک حالت میں لمبتر دیر پا تر ہونا ممکن وذالک یبتنی علی مقدمات طویلۃ ایضا یو تکلمنا علیھا لحرجنا ما تحن بصدد ۱۲ منہ اقول وبتقریر ناظن ظھر بحمد اللہ انہ لا حاجۃ الی ما تجشمہ الفاضل عبد الحی اللکھنوی فی القول المنشور محمد اعن ھذا الاشکال انہ لیس فی الحدیث ما یدل علی الدوام فقد یکون دلالۃ ولا تقتضیہ بقولہ کان فانہ لا یدل علی الاستمرار کما بسطہ النووی فی شرح صحیح مسلم فی ابواب النوافل فتشکر انتھی

قمر (۱۷) تار محض مہمل ہے اور ناقابل التفات اگرچہ متعدد شہروں سے وارد ہو قمر (۱۸) بازاری افواہ اصلا کوئی چیز نہیں

اور رمضان کی پہلی ہوئی ہے ما ہو الدلیل علی ان یکون غرۃ رمضان قبل یقینی بن اقول فرض کیجیے مثلاً جیپ کی چوتھی پنجشنبہ کو ہوئی اور مہینہ ۲۹ کا تو شعبان کی پہلی سہ شنبہ کی ہوگی اب یہ بھی ۲۹ کا ہو تو رمضان کی پہلی چہار شنبہ کو ہوگی یا دونوں تیس ۳۰ کے ہوئے تو یکم رمضان جمعہ کی ہاں ایک ۲۹ اور ایک ۳۰ کا ہو تو مطابقت رہیگی پر اس پر نہ شرع حاکم نہ بحکم بیات لازم نہ تجربہ کہ

۲) دائم ۲۶ کہیں ہوئی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعض آثار میں آگیا کہ تمہارے روزہ کا دن وہی تمہاری قربانی کا دن ہے یہ اس سال کا واقعی بیان تھا نہ کہ ہمیشہ کیلئے حکم شرعی ہو بارہا یکم رمضان و دہم ذی الحجہ مختلف پڑتی ہیں مثلاً یکم رمضان جمعہ کی ہو اور یکم شوال ذیقعدہ تینوں مہینے ۲۹ کے تو عید اضحی چہار شنبہ کی ہوگی اور دو ۲۹ کے تو پنجشنبہ کی اور تینوں تیس ۳۰ کے تو شنبہ کی ہاں دو تیس کے اور ایک ۲۹ کا تو بیشک جمعہ کو پڑیگی پھر یونہی ہونا کیا ضرور ہے۔ شہر رمضان اذا جاء یوم الخمیس و یوم عرفۃ جاء یوم الخمیس ایضاً کان ذالک یوم عرفۃ یوم الاضحی حتی لا تجوز التضحیۃ فی ھذا الیوم وما یروی ان یوم نحرکم یوم صومکم کان رفع ذالک العام بعینہ دون الازمنۃ کان من اول یوم رمضان الی غرۃ ذی الحجۃ ثلثۃ اشھر ولا یوافق یوم النحر یوم الصوم الا ان یتم شھران من الثلاثۃ وینقص الواحد فاذا تمت الشھور الثلثۃ فاخر عنہ واذا نقصت الشھور الثلثۃ او شھران تقدم علیہ فلا یصح الاعتماد

۲ علی ھذا اخر عن الفتاوی الکبری ۲۷ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے کہ خامس عشر رمضان الماضی اول رمضان الآتی گذشتہ رمضان کی پانچویں آئندہ رمضان کی پہلی ہے بعض علماء نے کہا اس کا پچاس برس تک تجربہ ہوا ٹھیک اترا بعض معاصرین نے لکھا ۱۲ برس سے میں بھی تجربہ کرتا اور درست پاتا ہوں اقول مگر فقیر نے ۱۲۹۷ھ سے اب تک کے ۹ رمضانوں میں خیال کیا چند ہی سال میں صاف فرق پڑگیا پانچ برس تک تو حساب ٹھیک تھا اور اس قاعدے کے مطابق رمضان ۱۳۰۱ھ کی پنجم روز یکشنبہ آئی مگر ۱۳۰۲ھ میں بحساب تقویم یکم دوشنبہ کی ہوئی اس حساب سے پنجم جمعہ کی ٹھہری اور ۱۳۰۳ھ میں بحساب تقویم پنجم اسی دن منظنون تھی مگر فقیر ۲۹ شعبان روز پنجشنبہ کو دیہات میں تھا کشادہ جنگل [illegible] ابر غبار دخان کسی علت نام نشان میں اور میرے ساتھ اور مسلمان ہر چند غور کرتے رہے رویت نہ ہوئی شب جمعہ کی خبر بھی آئی شنبہ کی عید قرار پائی اب ۱۳۰۲ھ کا حساب تقویم اگر غلط بھی مانیے کہ مطلع صاف نہ تھا اور بحکم بیات یکم پنجشنبہ بھی لکن نا تو تصحیح قاعدہ کو اسی دن یکم رکھیے تو پنجم پنجشنبہ کی ٹھہر گی ۱۳۰۳ھ میں یکم بھی جمعرات کی ہونی چاہیے حالانکہ وہ بشہادت عین بھی غلط اور بحکم بیات بھی ناممکن لاجرم ماننا پڑیگا کہ ۱۳۰۲ھ میں ٹوٹ گیا بایں ہمہ اگر دائمہ بھی ہو تو صرف ایک تجربہ ہے نہ حکم شرعی جس پر احکام شرعیہ کی بنا ہو سکے

۲ ۲۸ امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں قد یقع النقص مثوالیا فی شھرین او ثلثۃ ولا یقع اکثر من اربعۃ اشھر اسی طرح شرح صحیح مسلم میں ہے لکن مصدرا بلفظۃ قالوا پھر بھی یہ اسی قبیل سے تجربہ ہے یا حساب جس پر شرع میں اعتماد نہیں مثلاً ربیع الآخر سعد جب تک چار مہینے ۲۹ کے ہونے آئے اب شعبان کی ۲۹ کو شہادت رویت گذری

قمر (۱۹) مجرد حکایت محض نامسموع۔

بلاشبہ مقبول ہوگی اور یہ خیال نکریں گے کہ ۵ برابر ۲۹ کے ہوئے جاتے ہیں ۲۹ جاہل لوگوں بلکہ بعض ان مدعیان علم میں بھی جو بزعم

خود فقیہ العصر وحید الدہر ہوں اعتماد خط کا عجیب جوش ہے اپنے کسی معتمد کا خط آگیا اور شہادت شرعی میں کچھ باقی نہ رہا گویا خط کا ہے کو ہے خاص فلک قمر سے ان پر تفسیر ہلالیں نازل ہوئی پھر کورے جہال کا تو کہنا ہی کیا ہے وہاں خط سے گذر کر تاریخ خط سے استناد ہوتا ہے حالانکہ علما فرماتے ہیں خط پر اعتماد نہیں نہ اس پر عمل ہو کہ خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مہر مہر کے مثل ہو سکتی ہے المقرر عند علماء الحنفیۃ انہ لا اعتبار بمجرد الخط والالتفات الیہ خ (خبریہ) الخط لا یعتمد علیہ ولا یعمل بہ خ لیس الموجود فیہ سوی خط فی ورق لیس من حجج الشرع فی شئ خ مجرد الخط علامۃ لا تبنی علیہا الاحکام خ صرح علماءنا بعدم الاعتماد علی الخط وعدم العمل بہ خ ملخصاً العبرۃ لما تقوم البینۃ الشرعیۃ علیہ لا لما یوجد من الخطوط والکواغذ خ انما ھو کاغذیۃ وھو لا یعتمد علیہ ولا یعمل بہ کما صرح بہ کثیر من علمائنا خ مجرد خط لا یعتمد علیہ ولا یعمل بہ شرعاً خ لیس الورق والخط من حجج الشرع خ من کتاب البیوع لا یعتمد علی الخط ولا یعمل بہ ولا شک ان الخط اعم من ان یکون بالقلم او بالطابع الذی ھو الختم خ ملخصاً ان کے سوا بے اعتباری خط میں پندرہ کتابوں کی عبارت فقیر نے فتوی تار مندرجہ رسالہ ازکی الاہلال میں ذکر کیں وباللہ التوفیق تنبیہ خط بعض صورتوں میں مقبول ہوتا ہے کتاب القاضی یعنی حاکم شرع کا حاکم شرع کو خط لکھے وہ بشرائط کثیرہ حجت ملزمہ ہے ۳۰ فقیر غفر اللہ تعالی لہ نے اس بارے میں ایک مفصل فتوی لکھا اور علماء بدایوں و رامپور و حیدرآباد دہلی نے اس پر مہریں کیں وہ فتوی آخر رسالہ ازکی الاہلال میں مذکور ہوا اور ہم انشاء اللہ بحث استفاضہ میں یہ بھی ظاہر کریں گے کہ تار جیسا ایک جگہ کا ویسا ہی دس بیس مقام کا سب نامعتبر ہیں یعنی اگر کسی شہر میں متعدد تار مختلف امصار سے آئیں تو ان کی بھی کچھ وقعت نہ ہوگی کہ کثرت تار کو شرعی تواتر و اشتہار سے اصلا علاقہ نہیں ۳۱ اکثر دیکھا ہے کہ خبر رویت کا شہر میں شہرہ اور عام عوام کی زبان پر چاند چاند کا چرچا ہو گیا پھر تحقیق کیجیے تو کچھ اصل نہ تھی اسے افواہ کہتے ہیں شرع جس تواتر و شہرت کو قبول فرماتی ہے وہ اور چیز ۳۲ گواہوں کا مجرد بیان کہ فلاں شہر میں چاند ہوا فلاں فلاں نے چاند دیکھا یا فلاں روز سے روزہ رکھا مجرد حکایت ہے جس پر اصلا التفات نہیں بلکہ یا تو اپنے معائنہ کی شہادت ہو یا شہادت پر شہادت یا قضا پر شہادت یا شرعی شہرت یہ مسئلہ بہت ضروری الحفظ ہے یہ صرف عوام بلکہ آج کل کے بہت مدعیان علم بلکہ بعض ذی علم بھی ناواقف پائے واللہ الہادی ھذہ الجماعۃ لم یشہدوا بالرویۃ ولا علی شہادۃ غیرھم وانما حکوا رویۃ غیرھم فلا یلتفت الی قولھم خز وقد نص علی المسئلۃ فی د ط طم ش فت ع ب وغیرھا کما ذکرنا بعض نصوصہا فی ازکی الاہلال ۳۳ اقول یہ ایک نفیس مسئلہ ہے جس پر فقیر غفر اللہ تعالی لہ نے تنبیہ کی یقین دو طرح کا ہوتا ہے ایک شرعی کہ طریقہ شرع سے حاصل ہو دوسرا عرفی کہ باوجود عدم طریقہ شرعی صرف اپنے مقبولات و مسلمات یا تجربیات و مشہورات اور قرائن خارجیہ کے لحاظ سے اطمینان حاصل ہو جائے ناواقف لوگ مدرک

قمر (۲۶) یقین عرفی کچھ بکار آمد نہیں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین)

عرفی و شرعی میں تفرقہ نہ جان کر اسے کافی و وافی و دلیل شرعی گمان کرتے ہیں حالانکہ یہ شرع خطی ہے مثلاً جہاں شرع مطہر شہادت میں عدد شرط کیا دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہوں وہاں ہمارے کسی اعظم معتمد اجل مستند نے جسے افضل اولیا، عالم جانیں اور واقع میں بھی عرصۂ زمانہ ہی ہو شہادت دی کہ میرے سامنے ایسا ہوا اور میں نے بچشم خود دیکھا ہمیں جو اعتبار اسکے فرمانے پر آئیگا ہرگز دو چار دس بیس کی بات پر بھی اس سے زیادہ نہ ہوگا مگر شرع دوسرا گواہ اور مانگیگی اور معاملہ زنا میں تین تو اگر ایسے ہی تین گواہی دیں جب بھی ناسموع کہ قرآن نے بار بعۃ شہداء فرمایا اگرچہ اس میں شک نہیں کہ سامع مطلع کونکے ارشاد میں اصلاً محل شک نہ ہوگا اسی طرح ہزاروں نظیریں اس مسئلہ کی ہونگی اور پھر قرآن بیچارے کس گنتی شمار میں ہیں ذی علم کو بارہا واقع ہوتا ہے کہ بہت امور خارجہ کے لحاظ سے چاند ہونے پر اطمینان کامل رکھتا ہے مگر جب تک ثبوت شرعی نہ ہو ہرگز حکم رویت نہیں کرتا یونہی جب ثبوت میزان شرع پر ٹھیک اتریگا مجبوراً حکم رویت کریگا اگرچہ بنظر امور دیگر کسی طرح ہلال کا ہونا دل پر نہ جمے ایسی ہی جگہ عالم و جاہل کا فرق کھلتا ہے جب قرائن اسکے خلاف ظاہر ہوتے ہیں جہاں حکم عالم پر اعتراض کرنے لگتے ہیں حالانکہ وہ جانتا ہے کہ جو میں نے کہا وہی رائے صائب تھی اور مجھ پر بہرحال مدرک شرعی کی پابندی واجب اس امر کی طرف کچھ اشارہ زیر یازدہم بھی گذرا اور ان یقینوں کی زیادہ توضیح رسالہ ازکی الہلال میں مذکور ہوئی وباللہ التوفیق (وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین)

فقد علمت ان لا اشکال بالحمد للہ اصلا ولو کان للدوام دواما علی ان ھذہ المسئلۃ کثیرۃ الدوران وقد عقدنا لبیانھا رسالتنا التاج المکلل فی انارۃ مدلول کان یفعل فبناء التقضی علی امر مختلف فیہ مع عدم الحاجۃ الیہ مما لا معقول علیہ ۱۲

۱۷ فائدہ صحیح حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں شہران لا ینقصان شہرا عید رمضان وذوالحجۃ دو مہینے ناقص نہیں ہوتے دونوں عید کے یعنی رمضان اور ذی الحجہ رواہ الامام احمد والسنۃ عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ بعض علماء نے اس کے یہ معنے لیے کہ یہ دونوں مہینے ایک سال میں ۲۹ کے نہیں ہوتے صحیح بخاری میں ہے قال محمد لا یجتمعان کلاھما ناقص امام سرخسی نے فرمایا لا ینقصان جمیعا فی سنۃ واحدۃ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان نقص رمضان تم ذوالحجۃ وان نقص ذوالحجۃ تم رمضان۔ رمضان ۲۹ کا ہوگا تو ذوالحجہ ۳۰ کا اور ذوالحجہ ۲۹ کا ہوگا تو رمضان ۳۰ کا اور اس معنی کی موید وہ حدیث ہے جو بطریق زید بن عقبہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ شہرا عید لا یکونان ثمانیۃ وخمسین یوما عید کے دونوں مہینے ۵۸ دن کے نہیں ہوتے بایں ہمہ محققین کے نزدیک اس اکثری اغلبی حکم مراد ہے نہ دائمی ابدی امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قد وجدنا ھما بنقصان معا فی عوام ما رأینا ہم نے برسوں دیکھا کہ دونوں مہینے سال میں ۲۹ کے ہوئے اقول وبہذا حدیث اول کے تو عمدہ معنی علماء نے بیان فرمائے اور تحقیق روشن یہی ہے کہ اس کا ثواب نہیں گھٹتا اگرچہ گنتی میں پورے نہ ہوں اور حدیث دوم کی صحت معلوم نہیں اگر صحیح ہو تو بعض رواۃ سے اپنی فہم کی بنا پر نقل بالمعنی محتمل واللہ تعالیٰ اعلم بالجملہ غرض یہ ہے کہ ایسے بقربات کا دائمی ہونا ضرور نہیں اور دائمی ہوں بھی تو احکام شرع کا ان پر مدار نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

واللہ الہادی وصلی اللہ علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

البرهان القویم علی العرض والتقویم

۱۳۲۷ھ

تصنیف

اعلیحضرت امام اہلِ سنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ حضرت امیہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی

۵۲، رڈونٹاڈا سٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

فیکس: ۶۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۰۲۲-۶۶۳۴۲۱۵۶

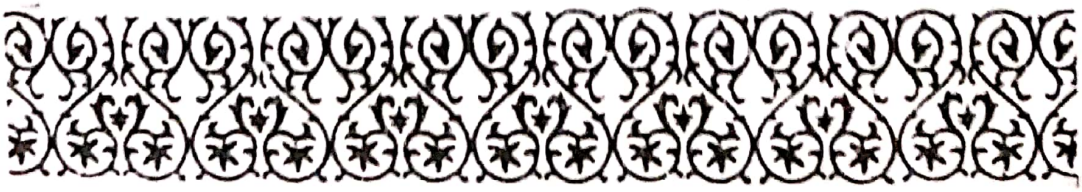

Scanned with OKEN Scanner

نام کتاب ——— البرهان القویم علی العرض و التقویم

مصنف ——— اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سن اشاعت ——— ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۸ء

طباعت ——— رضا آفسٹ بمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت ۱۵۶

سنِ اشاعت ۱۴۱۸ھ

○

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ چند

ہم اہلِ سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم و فن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبدالوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰحضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہلِ سنت سست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہوگئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمدُ للہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیف اعلیٰحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور و شور سے شروع ہوگیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور"۔ "جامعہ نظامیہ لاہور" "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی مانچسٹر" قابلِ ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیٰحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولینا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شرف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ شوال ۱۴۱۸ھ کو ممبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب تاگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی و مذہبی اور مسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دعا فرمائیں کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکینِ رضا اکیڈمی و مسلکِ اعلیٰحضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مفتیِ اعظم
محمد سعید نوری
بانی و سکریٹری جنرل رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ

نو ترتیب دے کر اس طرح طبع کر دیا جائے کہ پڑھنے والے بھرپور طریقے سے استفادہ کر سکیں۔ افسوس یہ ہے کہ علوم عقلیہ کے رسائل کو سمجھنے اور ترجمہ کرنے والے اسکالرز ابھی تک اس طرف متوجہ نہیں ہوئے جو ان رسائل کو از سرنو ترتیب دیں اس لئے ادارہ ھذا نے فیصلہ کیا کہ ان رسائل کے عکس کو اسی حالت میں شائع کر دیا جائے تاکہ یہ مکمل ضائع ہونے سے محفوظ ہو جائیں۔ ممکن ہے کہ یہ رسائل اس طرح شائع ہونے کے بعد علم و فن کے قدردانوں کے ہاتھوں تک پہنچ جائیں اور وہ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس پر اس تحقیق و تدقیق کے کام کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے آئندہ نسلوں کو منتقل کر سکیں۔

ادارہ ھذا کی لائبریری میں امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے سو سے زیادہ مخطوطات کا عکس محفوظ ہے اور ہم ایک ایک کرکے مخطوطہ کا عکس شائع کر رہے ہیں تاکہ یہ اہل علم و فن تک پہنچ سکے۔ اس سال شائع ہونے والے مخطوطات کے عکس اور فلمیں حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ العالی نے ادارہ ھذا کے صدر نشین صاحبزادہ وجاہت رسول قادری ابن مولانا وزارت رسول قادری حامدی ابن مولٰنا علامہ مفتی ہدایت رسول قادری رضوی لکھنوی خلیفہ اعلیٰ حضرت کو ۳ سال قبل دی تھیں جو بحمد اللہ ادارہ اس سال ۱۹۹۶ء کی امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر شائع کر رہا ہے۔ ادارہ اس قیمتی سرمایہ کے لئے علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہے۔

رسالہ کا عنوان ہے :

البرھان القویم علی العرض و التقویم : یہ رسالہ علم تقویم سے متعلق فارسی زبان میں ہے اور اس کے بھی صرف ۸ صفحات حاصل ہو سکے اور یہ نامکمل ہے۔

ادارہ ان تمام ذی علم اور قدر دان فن حضرات سے جن کو اس رسالہ کے مطالعہ کا موقعہ ملے، درخواست گذار ہے کہ اس کے مطالعہ کے بعد زیر نظر رسالے کی خصوصیات اور اس کی اہمیت سے متعلق کوئی مقالہ یا تاثر ضرور تحریر فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں اور اگر کوئی صاحب فن اس کی جدید ترتیب، ایڈیٹنگ اور اس کا انگریزی/اردو ترجمہ کرنے کے لئے تیار ہوں تو ادارہ بخوشی اس کی اشاعت و طباعت میں تعاون کرے گا۔

ادارہ

Scanned with OKEN Scanner



Scanned with OKEN Scanner

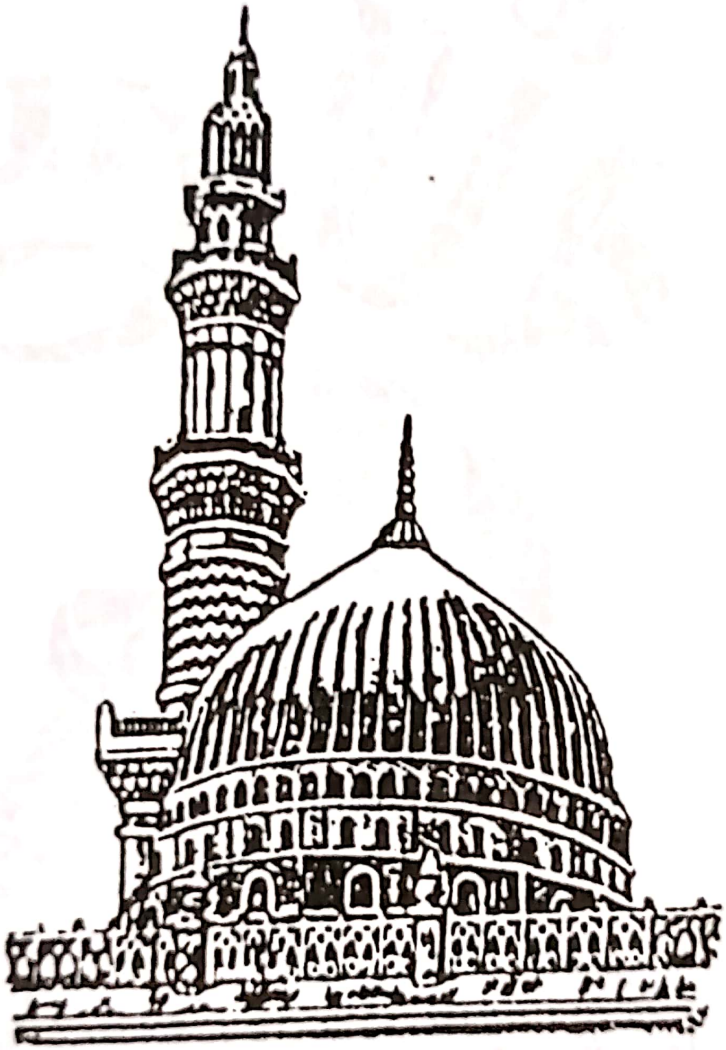


صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

البرهان عن التقویم والعرض والتقویم

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

فقیر عبد المصطفی احمد رضا قادری بریلوی غفر الله تعالی له وحقق امله میگویم این مقاله ایست در تفصیل استخراج تقویم وعرض کواکب بذریعه میل ومطالع مم آنها که طریق سوم ست از طرق اربعه ادراک تقویم که در رساله خود مسفر المطالع للتقویم والطالع آورده ایم می خواهیم که جمله صور ممکنه را احاطه کنیم وبر هر صورت برهان هندسی آریم تا بیان مفصل ومدلل شود وباستیعاب همه اختلافات الوقوع مکمل وبالله الاستعانة ومنه الاعانة وصلی الله تعالی وبارک وسلم علی سیدنا محمد وآله وصحبه وابنه وحزبه وعظم وکرم آمین

بدانکه مطالع مم آغاز وسر ربعی از ارباع معدل باشد یا غیر آنها علی الاول احد الاعتدالین راس الحمل وراس المیزان بود که المنکیان بتحویل ساعات صفر ودوازده ساعت خوانند یا نظیره احد الانقلابین راس السرطان وراس الجدی که به شش وهژده ساعت عبارت کنند علی الثانی. کوکب را میل باشد یا خیر علی الاول میل در جهت میل اعظم باشد اعنی مطالع از نصف اول معدل صفر تا ۱۲ ت بود ومیل کوکب شمالی خواه مطالع از نصف آخر ومیل جنوبی یا خلاف جهتش باشد که مطالع از

مله یعنی نقطه تقاطع که بجهت اتحاد به راسین تعبیر شد ورنه آن نقطه چون بمنسوب بمنطقه کنند این نام یابد واز معدل نوعی واز منطقه شخصی است لحرکة المنطقة الذاتیة ۱۲ منه غفر له

نیم پیشین و میل جنوبی یا از نیم دوم و میل شمالی بہر تقدیر عمودے از اعتدال اقرب بر سر کوکب گزرانیم و زاویۂ حادثہ میان او و مطالع ممر زاویۂ راس خوانیم بحال توافق جہت میل این زاویہ برابر زاویہ میل کلی ست یا کم یا بیش و بحال تخالف مساوی تمام اوست یا اقل یا اکثر این ہمہ نہ صورت مختلفۃ الاحکام شد و بہ بسط کثیر و وافر ست ہمہ را در شش صورت ضبط سازیم۔ و ہر یک را مؤامرہ گوئیم تا ہر کہ مجرد عمل خواہد بسندہ اش باشد باز بہ بیان برہان گرائیم وباللہ التوفیق۔

(۱) مطالع ممر ۶ یا ۸ ساعت کاملہ۔

تقویم علی الاول راس السرطان و علی الثانی راس الجدی **العرض** اگر کوکب را میل نیست عرضش برابر میل کلی باشد در خلاف جہتش و اگر میل دارد نظر کنیم اگر با میل کلی مخالف الجہۃ است مجموع میلین عرض بود در جہت کوکب و اگر موافق الجہۃ ست پس اگر ہم مساویش باشد بمقدار کوکب بر نفس منطقہ باشد بے عرض ورنہ تفاضل میلین عرض بود در خلاف جہت میل اگر میل کمتر از میل کلی ست و ہمدر جہتش اگر بیشتر۔

(۲) مطالع صفر یا ۱۲ ساعت تامہ

اگر کوکب را میل نیست عرض ہم معدوم و تقویم معلوم کہ بر اول راس الحمل و بر ثانی راس المیزان ست و اگر میل دارد عرض ہم نیز واجب ست **التقویم** ظل تمام میل را بر جیب میل کلی منحط بخشند ظل تمام تقویم بدست آید **العرض** جم میل کلی را در جیب میل منحط زنند جیب عرض شود جہتہ جہۃ المیل **العرض بالتقویم** جم میل را بر جیب میل کلی منحط بخشند جسم عرض رو نماید۔

(۲) جیب تقویم را در ظل تمام میل کلی منحط ضرب کنند ظل عرض پیدا شود۔

التقویم بالعرض جسم میل را بر جسم عرض منحط قسمت کنند جم تقویم بر آید۔

(۲) ظل عرض را بر ظم میل کلی منحط تقسیم سازند جیب تقویم یابند۔ **تذکرہ** در مطالع صفر اگر میل کوکب شمالی بود تقویم در ربع اول ست و اگر جنوبی در ربع رابع و در مطالع ۱۲ میل اگر جنوبی ست تقویم در ربع و اگر شمالی در ربع ثانی۔

(۳) مطالع غیر این چہار و میل معدوم

التقویم ظم مطالع را بر جسم میل کلی منحط بخشند ظم تقویم شود **العرض** جیب میل کلی را در جیب مطالع منحط زنند جیب عرض پدید آید **جہتہ** اگر مطالع در نصف شمالی باشد عرض جنوبی بود و بالعکس۔ **العرض بالتقویم** ظل میل کلی را در جیب تقویم منحط زنند ظل عرض شود (۶) جسم مطالع را بر جسم تقویم منحط بخشند جسم عرض بود۔ **التقویم بالعرض** جسم مطالع را بر جسم عرض منحط بخشند جسم تقویم گردد (۲) ظل عرض را بر ظل عرض میل کلی منحط بخشند جیب تقویم پیدا شود **تنبیہ** درین صورت انتفائے عرض ممکن نیست **تذکرہ** تقویم ہم در عرض ربعے باشد کہ مطالع دران ست

(۴) مطالع غیر این چہار و میل در جہت میل کلی و ظل راس مساوی ظل میل کلی

ظل میل کوکب را بر جیب مطالع منحط بخشند خارج قسمت ظل راس بود و چون مطالع در نصف اول و میل کوکب شمالی باشد یا مطالع در نصف آخر و میل کوکب جنوبی این میل در جہت کلی باشد پس درین صورت اگر ظل راس مساوی ظل میل کلی بود کوکب بر نصف منطقہ باشد و عرض نبود **التقویم** جسم مطالع را در جسم میل منحط زنند جسم تقویم شود (۳) جسم میل کلی را در ظم مطالع منحط زنند ظم تقویم باشد۔ (۴) مطالع ممر را در جدول مطالع استوائی مقوس کنند تقویم رو کشاید **تذکرہ** تقویم اینجا نیز در ربع مطالع بود **فائدہ** اگر عدم عرض خود معلوم باشد چنانکہ در شمس آنگاہ حاجت باستخراج ظل مذکور نیست ابتدا بیکے ازین مؤامرات چارگانہ تقویم برارند و گمان

جیب میل را بر جیب میل کلی منحط بخشند جیب تقویم بود (۲) صح

نه برند که تقویمات شمس روزانه خود به المنک مکتوب ست حاجت به مؤامره چه باشد بلی بمحل تحقیق حاجت باشد که تقویمات نیرین و عروض قمر و انکه در ورق فنا منا اوقات اتصالات و غیرها می نویسد همه تخمین ست چنانکه به تجارب کثیره دانسته ایم

(۵) مطالع غیر اینها و میل در خلاف جهت میل کلی و ظل راس مساوی ظل تمام میل کلی۔

یعنی چون میل کوکب در نصف اول مطالع جنوبی باشد و در نصف آخر شمالی درین صورت اگر ظل ... مساوی ظل تمام میل کلی ست تقویم کوکب نقطهٔ اعتدال بود اعنی اگر مطالع در ربع اول یا رابع ست تقویم راس الحمل بود و اگر در ربع ثانی یا ثالث ست تقویم راس المیزان باشد۔ **العرض** جیب میل را بر جسم میل کلی منحط بخشند جیب عرض شود (۲) دو جسم میل و مطالع را منحط زنند جسم عرض گردد (۳) جیب میل اعظم را در ظم مطالع منحط ضرب کنند ظم عرض بود جهته جهة المیل

(۶) مطالع غیر و میل موجود و شرائط صورت ۴ و ۵ مفقود و همین ست صورت غالبة الورود۔

یعنی اگر میل در جهت میل کلی ست ظل راس مساوی ظل میل کلی نبود گو برابر ظم او باشد و اگر در خلاف جهت اوست ظل راس مساوی ظل تمام میل کلی نبود گو برابر ظل او باش **التقویم** ظل راس را قوس گرفته جیب تمامش را در ظل تمام مطالع منحط زده حاصل را ظم عمود نامند باز اگر قوس مذکور را معدل کنند یعنی اگر میل کوکب در جهت[1]

---

[1] یعنی اگر میل کوکب شمالی ست مطالعش از ها تا قف بود صح از قف تا ها باشد علمت و بودن میل درین دو صورت در جهت میل کلی و در دو صورت عکس در خلاف جهتش از تصویر افق معیار که بر تبصرهٔ تاسعه نویسیم عیان شود ۱۲ منه غفر

صح اگر جنوبی ست مطالع صح

سیل کلی ست سیان آن قوس و سیل کلی تفاضل گیرند و اگر در خلاف جهت ست پس
اگر ظل راس کمتر از* سیل کلی ست سیل کلی بر قوس او فزایند و اگر بیشتر ازان
ست فضل قوسش بر تمام سیل کلی را از ربع دور کاهند بهر تقدیر قوس راس معدل
شود پس ظل عمود را بر جیب این قوس معدل سمت بخشند ظل تقویم بدست آید **العرض**
ظل راس را قوس گرفته جیب سیل را بر جیب این قوس سمت بخشند حاصل را جیب عمود
نامند باز قوس مذکور بدستور معدل کرده جیب عمود را در جیب این معدل سمت
زنند جیب عرض رو نماید **جهته** سیل کوکب اگر در جهت سیل کلی باشد و قوس نا معدل
بیشتر از سیل کلی انگاه عرض در جهت سیل کلی بود یعنی در نصف اول مطالع شمالی
و در نصف آخر جنوبی ورنه بالعکس **العرض با تقویم** دو جیب سیل و مطالع باهم زده
بر جیب تقویم سمت بخشند جیب عرض شود **تنبیه** این مؤامره بس نازک ست سهل است
بر نتابد جاها باشد تقویمات المنک راست نیاید حاصل ضرب آن دو جیب
التمام از جیب اکبر از جیب تقویم ماند که تقسیم او بر جیب تقویم اکثر از مرفوع ماند که
جیب عرض توان شد فاحفظ **التقویم بالعرض** همان بسطح دو جیب التمام را
بر جیب عرض بخشند جیب تقویم گردد **تذکره** تقویم در ربع مطالع بود مطلقا
مگر آنکه در خلاف جهت سیل کلی بود و ظل راس بیشتر از ظل تمام سیل کلی که درین صورت مطالع
اگر در ربع اول ست تقویم در ربع چهارم باشد و بالعکس و اگر مطالع در ربع
دوم ست تقویم در ربع سوم باشد و بالعکس - (**تنبیه عام**) بالا دانسته
که قوسے بتقویم کرد بتفاوت جیوب و ظلال باید قوس منفح باشد و اگر تمام ست هم تمام
قوس منفح - پس جائیکه دو مؤامره جیب تقویم یابند نظر کنند اگر تقویم در ربع اول

---

* ظل تمام صح

ست قوس او خود مقصود بود و اگر ربع دوم ست قوس او را از ینده و را افگنند و اگر در ربع سوم ست بر ینده و را افزایند و اگر در ربع چارم ست از دور دور کنند بهر حال حاصل یا باقی تقویم بود و جائیکه جیب تمام یا ظل تمام تقویم بینند تقویم اگر در ربع اول ست قوس این جیب یا ظل را از ربع دور دور کنند و اگر در ربع ثانی ست بر ربع دور افزایند۔ و اگر در ربع ثالث بود از سه ربع دور افگنند و اگر در ربع رابع ست بر سه ربع دور افزایند بهر تقدیر انچه شود یا ماند تقویم باشد۔

معرفت ربع تقویم۔

بهمه صور تقویم در همان ربع منطقه بود که مطالع از ربع معدل ست یعنی اگر مطالع تا نود بود تقویم از راس الحمل تا آخر جوزا و اگر مطالع از نود تا ۱۸۰ تقویم از راس السرطان تا آخر سنبله و اگر مطالع از ۱۸۰ تا ۲۷۰ تقویم از راس المیزان تا آخر قوس و اگر مطالع از ۲۷۰ تا آخر تقویم از راس الجدی تا آخر حوت مگر آنگاه که میل شمالی بود و مطالع در ربع سوم یا چهارم معدل یا میل جنوبی و مطالع در ربع اول یا دوم معدل و برین هر چهار صورت زاویه معدل راس بیشتر از تمام میل کلی بود آنگاه اگر مطالع در ربع اول معدل ست تقویم در ربع چهارم منطقه باشد و بالعکس و اگر مطالع در ربع دوم معدل ست تقویم در ربع سوم منطقه باشد و بالعکس۔ واستغفر الله العظیم وصلی الله تعالی علی الحبیب الکریم و آله وصحبه المقومین باحسن تقویم۔

البیان والبرهان۔

تمهید چند تبصره کنیم **تبصره اولی** هر دائره بر بسیط کره که بر قطبین او عظیمه بگذرد آن عظیمه تنصیف این دائره کند و بر وی عمود باشد کما فی السادس عشر من اکر ثاؤذوسیوس ازینجاست که زاویه میان میلیه و معدل دائما قائمه باشد که میلیه بقطبین معدل گذشته است و کذلک میان عرضیه و منطقه که عرضیه بقطبین منطقه مرور کرده است

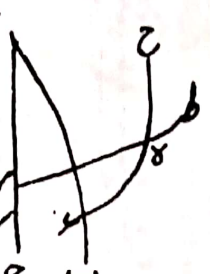

ا ح معدل بر قطب ط ا ب منطقه بر قطب ح ـ ه موضع کوکب
یا جزئی از اجزائے فلک ط ه ما میلیه که از قطب معدل برآمده بمرکز
کوکب گزشته بمعدل پیوسته است پس زاویه ا ر ط قائمه باشد ح ه عرضیه
که از قطب منطقه برآمده بمرکز کوکب مرور کرده بر منطقه رسیده است پس زاویه ا ح ه
قائمه بود **فائده** کوکب را اگر میل نباشد میلیه از هر دو قطب عالم توان کشید که بر سو
بُعد یکسان ستد اگر میل بود میلیه از جانب اقرب به کوکب کشند اگر میل شمالی
ست از قطب شمالی و اگر جنوبی ست از جنوبی تا دائره اول به کوکب گزشته بمعدل پیوندد و
تنها میل که تمامش نیز متصور شود آنچه از میلیه میان کوکب و معدل افتد همچو ه ما میلش
باشد و آنچه میان میل و کوکب ماند همچو ه ط تمام میلش بخلاف آنکه از جانب دیگر
کشند که تمام میل را نماید ـ همچنان اگر کوکب را عرض نیست عرضیه از هر دو قطب توان آورد
ورنه از قطب بروج اقرب به کوکب تا ه ما عرض و ح ه تمام عرض باشد ـ

تبصره ثانیه هر زاویه که در سطح کروی بر قطب دائره عظیمه از تقاطع دو عظیمه پدید
شود قیاس او یعنی موضع مقدار او قوس آن عظیمه را روا باشد که میان این دو عظیمه افتاده
و تر آن زاویه شود مثلا ا ب عظیمه ایست بر قطب ح د ح ه ح ه دو عظیمه بر
ح متقاطع شده ء زاویه ء ح ه پدید کردند پس قیاس این زاویه قوس ع ه باشد
و بعبارة اخری هر زاویه که بر بسیط کره از تقاطع دو عظیمه خیزد چون هر یک ضلع
او را تا ربع دور گرفته بر منتهای آنها عظیمه ثالثه گزرانند لاجرم راس
این زاویه بر قطب آن عظیمه ثالثه باشد قوس ثالثه محصور میان این دو ضلع قیاس این زاویه
بود **تبصره ثالثه** کوکب هر وقت و هر جا که باشد بر دائره نصف النهار ست که ناگزیر
ست از مرور میلیه بمرکز ش و هر میلیه نصف النهار ست چنانکه هر نصف النهار میلیه که لااقل بجزئی
از منطقه گزشته بمعدل می رسد و چون چنان ست لاجرم قوسی از معدل که
از راس الحمل تا این میلیه است مطالع محر کوکب بران نصف النهار بود و قوسی

از منطقة البروج که از راس الحمل تا اینجاست عاشر و باعتبار جائے که ازینجا
بفصل نیمدور ست رابع و چون دائره نصف النهار هرجا که باشد افقے ست
از افاق استوائیه چنانکه بر افق مستوی دائرهٔ ایست از دوائر نصف النهار پس
باعتبار آن مقام خط استوا که این نصف النهار اعنی میلیه کوکب دائرهٔ افق
او باشد همین عاشر طالع بود و همین مطالع ممر مطالع طلوع و اگر این افق را غربی
گیرند همین طالع غارب بود و همین مطالع طلوع مطالع غروب ۔ و این فرض بحت
نیست بلکه باعتبار آفاق مختلفه واقع ست کوکب هرجا که باشد باعتبار بر نصف
النهار ست و باعتبار مقامے دیگر که نود درجه ازو غربی بود بر افق شرقی و
باعتبار مقامے که نود درجه ازان شرقی بود بر افق غربی و باعتبار مقامے
که نیمدور ازو دور ست بر نصف النهار زیر زمین ۔ **تبصره رابعه** ماره بالاقطاب
الاربعه از انکه بقطبین عالم گزشته است خودش دائرهٔ ایست از دوائر نصف
النهار پس نیز هرجا که باشد افقے ست از آفاق استوا ۔ **تبصره خامسه**
از هر نقطهٔ اعتدال تا ماره بالاقطاب نود درجه کامل ست که اعتدالین قطبین اوست
پس افقے که ماره بالاقطاب بران منطبق ست دائما اعتدالین بر نصف النهارش منطبق
باشد و این افق بر وقت موجود ست گو بحرکت اعتدال و ماره اشخاص آن متبدل میشود
ما این دو افق مستقیم بلکه خاص اول را که ماره بران ست افق معیار نامیم که همه احکام باو
برآریم کما ستعرف انشاء الله تعالی ۔ درین افق اول اگر راس الحمل
بالا ست قطب شمال منطقه بر دائرهٔ افق متقدم می باشد بر قطب شمال معدل جانب غرب
و جنوبی منطقه مؤخر از جنوبی جانب شرق و اگر راس المیزان بالا ست شمالی منطقه
شرقی می افتد بر افق از شمال عالم و جنوبی منطقه غربی از جنوبی کوکب را اگر مطالع

وجه این تقدم و تأخر قطبین و اختلافش در نصفین در تبصرهٔ نهم روشن بود ۱۲ منه غفرله

ممر احد الاعتدالین باشد لاجرم نصف النهار کوکب اعنی میلیه اش بر نصف النهار افق منطبق باشد که این وقت اعتدالین بر نصف النهار کوکب ست و نصف النهاری که بر و اعتدالین با نبود مگر نصف النهار افق معیار این وقت میان اعتدال بالا و کوکب همین بقدر میلش ~~باشد بقدر~~ باشد و میان کوکب و ماره بقدر تمام میلش و زاویه که از میلیه و ماره خیزد قائمه بود

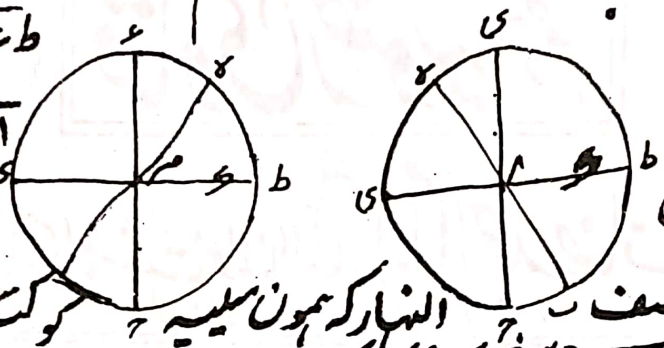

ط ع ی ح افقی ست مستوی۔ ا راس الحمل م راس المیزان ک موضع کوکب بر ط ی نصف النهار که همون میلیه کوکب ست ا ک یا م ک میل م ط ک تمامش که بعد کوکب ست از ماره زوایا زمانیه که هر دو پهلوی ط و ی در هر دو شکل ست مثل ع ط ا - ا ط ح همه بحکم تبصرهٔ اولی قائمه و باقی بیان عیان۔ **تبصره سادسه** در افق دوم که اعتدالین بران ست بر چهار قطب بر دائره نصف النهار بود که خود ماره است پس اگر راس الحمل بر افق شرقی ست نصف ظاهر منطقهٔ جنوبی بود از معدل و قطب جنوبی منطقه زیر زمین و شمالی بالا هر یک بقدر میل کلی و اگر راس المیزان طالع ست نصف ظاهر منطقه شمالی بود از معدل و قطب شمالی منطقه زیر افق و جنوبی بالا بهمان قدر چون

م که فصل ست میان کوکب و اعتدال صح